رئیس احمد جعفری

امام ابن قیمؒ

یہ تو ممکن نہیں کہ ہم امام ابن تیمیہ کے تمام شاگردوں کا ذکر کریں۔ لیکن یہ بھی ناممکن ہے کہ ہم ابن قیم کو نظر انداز کردیں۔ کیونکہ امام صاحب کے بعد وہی ان کے جانشین اور ترکۂ علم کے وارث ہوئے۔ تحریر و تالیف کے لحاظ سے بھی اور مجادلہ و مناظرہ کے اعتبار سے بھی۔ وہ سنہ ۶۹۱ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۷۵۱ھ میں اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ وہ اپنے استاذ امام ابن تیمیہ سے عمر میں تیس سال چھوٹے تھے۔ ابن تیمیہ ان کے لیے بہ منزلہ والد مشفق کے تھے۔ اپنے استاذ ابن تیمیہ کی طرح ابن قیم بھی ایسے گھر میں پیدا ہوئے جو علم و فضل کا مرکز تھا۔ ان کے والد کا نام قیم جوزیہ تھا۔ اسی مناسبت سے ان کا نام ابن قیم الجوزیہ پڑ گیا۔ جو بعد میں صرف ابن قیم رہ گیا۔ اپنے استاذ کی طرح ان کی نشو و نما بھی حنبلی ماحول میں ہوئی۔

ابن قیم صحیح معنی میں علم ابن تیمیہ کے حامل تھے۔ اپنے استاذ کے علم کو بڑھانے، پھیلانے اور اس کی توسیع و اشاعت میں انہوں نے غیر معمولی حصہ لیا۔ اس کی طرف انہوں نے دعوت دی۔ اس کی حمایت میں انہوں نے مجادلہ کیا۔ اور اسی کی تائید کے لیے وہ وقف رہے۔ جس چیز کی نشر و اشاعت و دعوت پر انہوں نے بہت زیادہ توجہ صرف کی وہ فقہ ابن تیمیہ تھی۔ مسئلہ طلاق پر انہوں نے ابن تیمیہ کے افکار و آراء کی خوب خوب پشت پناہی کی ہے اور ان کے فتاوے اور اصول بڑی عرق ریزی سے جمع کیے ہیں۔ ابن قیم نے اپنی دو کتابوں "اعلام الموقعین" اور "زاد المعاد" وغیرہ میں فقہ ابن تیمیہ کے ترکۂ زرخیز کا کثرت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ لیکن استاذ سے اس شیفتگی اور عقیدت کے باوجود حریت فکر و رائے سے بھی بہرہ ور ہیں۔ انہیں متعدد علوم میں دستگاہ کامل حاصل تھی۔ ان کے دوست اور رفیق علامہ ابن کثیر (صاحب البدایہ والنہایہ) اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں:

"ابن قیم نے حدیث کی سماعت کی اور زندگی کا بڑا حصہ علمی مشغلہ میں بسر کیا۔ انہیں متعدد علوم میں کمال حاصل تھا۔ خاص طور پر علم تفسیر اور حدیث وغیرہ میں غیر معمولی دستگاہ کے حامل تھے۔" (۱)

---

(۱) تاریخ ابن کثیر جلد ۱۴ ص ۲۳۴

۱۲ ۷۱ھ میں امام ابن تیمیہ مصر سے واپس آئے تو ابن قیم ان کے حلقہ درس میں شریک ہونے لگے۔ اس سے پہلے تک ان میں پختگی نہیں آئی تھی۔ لیکن اب انہوں نے امام صاحب کا دامن پکڑا۔ ان سے فقہ حاصل کی۔ ان کا منہاج اختیار کیا۔ اور انہیں کے ہو رہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں:

"۱۲ ۷۱ھ میں جب شیخ تقی الدین مصر سے واپس آئے تو ابن قیم ان سے وابستہ ہو گئے اور ان کی وفات تک انہی کے دامن سے وابستہ رہے۔ انہوں نے اپنے استاذ سے علم بے نہایت حاصل کیا۔ دن رات وہ طلب علم میں سرگرداں رہتے تھے۔ متعدد علوم و فنون میں وہ فردِ فرید تھے۔"

ابن قیم گوناگوں خصائص کے حامل تھے۔ نرم مزاج۔ قوی الخلق۔ اپنے استاد سے انہوں نے علم اخلاص اور ایمان کی دولت حاصل کی۔ لیکن مزاج کی سختی اور درشتی نہیں۔ ابن کثیر اپنے اس رفیق درس اور دوست کے بارے میں کہتے ہیں:

"ابن قیم بڑی خوبیوں کے آدمی تھے۔ محبت سب سے، حسد کسی سے بھی نہیں۔ نہ کبھی کسی کے درپے آزار ہوئے۔ نہ کسی کی عیب جوئی کی۔ نہ کسی پر رشک۔ میں اکثر ان کے ساتھ رہا ہوں، وہ مجھ سے بہت محبت کا برتاؤ کرتے تھے۔ مجھے نہیں معلوم کہ ہمارے زمانہ میں کوئی شخص ان سے زیادہ عبادت گزار ہو۔ ان کی نماز بڑی طویل ہوتی تھی۔ رکوع اور سجود بھی خاصے لمبے ہوتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ ان کے دوست اور ساتھی کسی بات پر انہیں ملامت کرتے لیکن نہ وہ کوئی جواب دیتے، نہ کسی سے الجھتے (۱)۔"

ابن قیم کی تصانیف

ابن قیم کو تصوف میں بھی بڑا درک تھا۔ چنانچہ اس موضوع پر انہوں نے ایک یگانہ اور نادر روزگار کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام:

"مدارج السالکین فی منازل ایاک نعبد و ایاک نستعین"

ہے۔ اس کتاب میں علم حقیقت اور علم شریعت کے اسرار و حکم بیان کیے ہیں۔ یہ ایسی کتاب ہے جو فکر حکیم اور خلق قویم کا نمونہ ہے۔ اس میں دین، خلق، حکمت اور فلسفہ سب کچھ موجود ہے۔

---

(۱) تاریخ ابن کثیر جلد ۱۴۔ ص ۲۳۵

ابن قیم نے بہت بڑا علمی ذخیرہ چھوڑا ہے جو ایک طرف تو استاذ (ابن تیمیہ) کے علم کا خلاصہ ہے دوسری طرف استاذ کے ثمرات درس میں اضافہ بھی ہے۔ ابن قیم نے جو کتابیں لکھی ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ اعلام الموقعین
۲۔ الکلم والطیب
۳۔ مدارج السالکین
۴۔ مراحل السائر
۵۔ زاد المسافرین
۶۔ زاد المعاد
۷۔ بدائع الفوائد
۸۔ حادی الارواح
۹۔ روضۃ المحبین
۱۰۔ کتاب الداء والدواء
۱۱۔ کتاب مفتاح السعادۃ
۱۲۔ الطرق الحکمیۃ
۱۳۔ عدۃ الصابرین
۱۴۔ اجتماع الجیوش الاسلامیہ فی الرد علی المعطلہ والجہمیہ
۱۵۔ کتاب اغاثۃ اللھفان
۱۶۔ کتاب الصراط المستقیم
۱۷۔ الفتح القدسی
۱۸۔ التحفہ الملکیۃ

ابن قیم کی تحریریں اپنے شیخ ابن تیمیہ کی اکثر تصانیف کی طرح جدلی طرز کی نہیں تھیں۔ بلکہ ان میں نرم خوئی اور سکون خاطر کی جھلک موجود ہے۔ اگرچہ فکر کی گہرائی، استدلال کی قوت اور جوشِ بیان پورے طور پر موجود ہے۔ ابن قیم کی تصانیف حسن ترتیب، خوبی تبویب، نظم افکار اور روانی عبارت کی آئینہ دار ہیں۔ اس لیے کہ انہوں نے جو کچھ لکھا وہ دلجمعی کے عالم میں لکھا۔ ان کی تصانیف میں عمق فکر،

اور تناسب بھی ہے۔ ہمارے اس دعویٰ کی بہترین شاہد ابن قیم کی کتاب "مدارج السالکین" "عمدۃ الصابرین" اور "مفتاح دار السعادۃ" ہے۔ ان کتابوں میں فلسفہ کی گہرائی بھی ہے اور جمالِ فنی بھی۔

حقیقت یہ ہے کہ ابن قیم کی تصانیف میں سلف کا نور اور سابقین کی حکمت موجود ہے۔ صحابہ و تابعین کے اقوال سے استشہاد وہ بھی بہت زیادہ کرتے ہیں۔ لیکن اپنے استاذ سے کم!

(ترجمہ)

اسلام اور رواداری

مصنفہ رئیس احمد جعفری

قرآن کریم اور حدیث نبوی کی روشنی میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اسلام نے غیر مسلموں کے ساتھ کیا حسن سلوک روا رکھا ہے اور انسانیت کے بنیادی حقوق ان کے لیے کس طرح اعتقاداً اور عملاً محفوظ کیے ہیں۔ حصہ اول صفحات ۴۳۲ قیمت ۷/۴ - حصہ دوم صفحات ۴۷۴ قیمت ۷/۸ روپے

تاریخِ جمہوریت

مصنفہ شاہد حسین رزاقی

قبائلی معاشروں اور یونان قدیم سے لے کر عہد انقلاب اور دور حاضرہ تک جمہوریت کی مکمل تاریخ جس میں جمہوریت کی نوعیت وارتقاء، مطلق العنانی اور جمہوریت کی طویل کش مکش، مختلف زمانوں کے جمہوری نظامات اور اسلامی و مغربی جمہوری افکار کو بڑی خوبی سے واضح کیا گیا ہے۔ صفحات ۵۰۶۔ قیمت -/۸ روپے۔

ملنے کا پتہ: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور